قمر الحسنین

گولڈن جوبلی

پچاس برس پہلے منٹو پارک (اقبال پارک) میں ایک مضبوط آدمی کھڑا تھا اور اس کے گرد جمع ہونے والے گو خود مضبوط لوگ نہیں تھے مگر اپنے قائد کی استقامت کی وجہ سے ان میں بھی وقتی استقلال پیدا ہو چکا تھا اور بانیٔ پاکستان کی بلند ہمتی و یک جہتی نے اپنے ماحول میں سمٹ آنے والوں کو جہت اور سمت کی اکائی میں سمو لیا تھا گویا یہ تمام مختلف جہت لوگ فردِ واحد میں گُم تھے۔ بلکہ فردِ واحد میں ضم ہو چکے تھے اور ان سب کی کمزور آوازوں نے اس ایک طاقت ور آواز میں مدغم ہو کر ایک وطن ایک ارضِ حسین پاکستان کا نعرۂ رستاخیز بلند کیا اور اس کے حاصل کرنے میں یوں کامیاب ہوئے کہ تاریخ عالم میں ایک نئے باب کا اضافہ کر دیا۔ مگر اب وہاں کنکریٹ اور لوہے کا بے جان بے روح مینار ہے جو خود ایک حقیقت نہیں۔ ایک جاندار حقیقت کی بے جان یادگار ہے تماشہ گاہ ہے، کھیلوں کا میدان ہے سیر گاہ ہے یا آوارگانِ کوئے ملامت کی حرص و آز کی تکمیل کا ڈیرا ہے۔ جس نے ان پانچ برسوں میں آوارگانِ کوئے سیاست کے لئے اپنا دامن پھیلا دیا ہے اور موچی دروازہ کی تاریخی روایتوں کو چیلنج کر دیا ہے۔

۲۰ مارچ کو پیپلز پارٹی کی ریلی گولڈن جوبلی کا پارٹ فسٹ تھی۔ مینار پاکستان کے گرد جمہوریت زادوں کا جم غفیر تھا اس حقیقت کا مظہر کہ پچاس برس بعد تاریخ بدل گئی آدمی بدل گئے، مزاج بدل گیا اور نعرہ بھی بدل گیا ہے۔ پہلے اکائی تھی، یگانگت تھی۔ یک جہتی تھی، خیال کا حسن اور عمل کا بانکپن تھا اور اب تفرقہ و انتشار تھا، انتقام تھا، الزام و دشنام، تہمتیں اور لعنتیں تھیں پہلے مقصد تعمیر و تشکیل تھا، اور اب مقصد طاقت کا مظاہرہ ہے اور طاقت کے عناصر شرافت، حسنِ سلوک اور خدمتِ انسان نہیں بلکہ ہڑبونگ، ہلڑ بازی، غل غپاڑہ اور تذلیلِ انسان ہے جس کی تکمیل کے لئے برسرِ اقتدار لوگوں نے اپنے تمام وسائل داؤ پر لگا دیئے نفرتوں کی آگ بھڑکانے کے لئے پنجاب اور سندھ کے جاگیرداروں نے قومی خزانے کا بے دریغ استعمال کیا اور دوسری کلاس کے لوگوں نے اپنی وفاداریوں کا صلہ سرمائے

کی بندر بانٹ کی صورت میں حاصل کیا، پنجاب کا شیعہ جاگیردار اپنے عجمی گروہ کے مفادات کے لئے بڑی پلاننگ کے ساتھ بے نظیر کے جلوس میں یوں آگے بڑھتا آرہا ہے گویا وہ اپنی منزل کی جانب بڑھ رہا ہے شیعہ بیوروکریٹ اس آپا دھاپی میں عجمی سازش کے خفیہ کارندوں کو اعلیٰ اور اہم اسامیوں پر یوں فائز کر رہا ہے۔ جیسے سرحد پار سے اسے ہدایات مل چکی ہیں۔ برسر اقتدار طبقہ کے اہل السنت والجماعت آنکھوں پر پٹی باندھے کانوں میں تیل ڈالے بے نظیر کے گرد یوں جمع ہیں جیسے شیر کا گھارا کھانے کے لئے گیدڑ آس لگائے گھنی گھاس کی اوٹ میں چھپا رہتا ہے۔ سنی بیوروکریٹ اپنے مفروضہ لبرل ازم کی بھینٹ چڑھ چکا ہے اور پیپلز پارٹی نے گولڈن جوبلیوں منائی اور اعزازات و انعامات کچھ اس طرح تقسیم کئے کہ مجھ کو ہر سانس پہ نشتر کا گمان ہونے لگا اور ہر نشتر زنبورِ عجم لگا، اور یوں محسوس ہوا کہ عجم نے جنگِ قادسیہ میں اپنی شکست کا بدلہ لینے کی پاکستان میں ٹھان لی ہے۔

۲۳ مارچ کو قائداعظم کے وارثوں کے پارٹ ٹو نے اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور شہرِ دفا سے دور قشقہ کھینچے دھونی رما نے میں کامیاب ہو گئے۔ بسیں ویگنیں، ٹرک اور جو سواری بھی ان کے اجتماع میں دوپایوں کو لاد کر لے جانے میں مددگار ثابت ہو سکتی تھی روک لی گئی، بچے عورتیں، بوڑھے، بیمار لوگ جو سفر کی صعوبتوں کا عذاب پہلے ہی سہنے کے قائل نہ تھے انہیں گاڑیوں سے پولیس والوں نے یوں اتار پھینکا جیسے یورپ والے اپنا پرانا لباس اتار کر پاکستان کے لنڈے میں پھینک دیتے ہیں اور اس پر مسلم لیگی عوام اور پیپلز پارٹی کے جیالے یوں جھپٹتے ہیں جیسے ماس پر چیل، شہر میں چلنے والی سوزوکیوں اور رکشوں والوں کی عید ہو گئی اور انہوں نے اپنا جمہوری حق استعمال کرتے ہوئے حقِ جمہوریت ادا کر دیا۔ دس گنا اور بعض جگہ بیس گنا کرایہ لوگوں سے وصول کر کے انہیں منزلِ مقصود کے اُس پار اتار دیا۔ چھوٹے چھوٹے ہوٹلوں پر لوگوں کے پرے تنے ہوئے تھے لمبی لمبی قطاریں تھیں جیسے لوگ ووٹ ڈالنے کے لئے اپنی باری کا انتظار کر رہے ہوں جن لوگوں کو جمہوریت کا درس دینے والے خود کروڑوں میں بکتے ہیں۔ انہوں نے روٹی دو روپے میں بیچی اور دال کی پلیٹ ۱۰ روپے میں، یہ وہ قوم ہے جس کے بارے میں جمہوریت پسند علماء یہ کہتے نہیں تھکتے کہ ہم اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اور ایسے عوام کے ووٹوں کی طاقت سے اسلام لائیں گے۔ جو لوگ اپنے جیسے انسانوں کو مشکلات میں پھنسا دیکھ کر ان کی مدد، خدمت اور ان کی ضروریات مہیا کرنے کی بجائے ان کی کھال اتار کر اپنی تجوری

بھرنے کے ہندوانہ اور یہودیانہ رویوں سے سرشار ہوں۔ خوفِ خدا اور انسانی جذبوں اور رویوں سے محروم ہوں ان سے کس خیر کی توقع کی جا سکتی ہے؟ لوگوں نے اپنی اس پریشانی اور کس مپرسی کی حالت کو دیکھ کر کہا کہ جب ہم پاکستان آئے تھے ہمارے قافلے یوں ہی ذلتوں کے گڑھوں سے نکل کر آئے تھے۔ تب ہم نے سکھوں اور کانگریسیوں کو کوسا اور گالیاں دی تھیں۔ ۲۳ مارچ کو ہم نے سنا جی ان گنہ گار کانوں نے سنا کہ عوام نے جی ہاں عوام نے حکمرانوں کی رعایا اور سیاسی نٹ کھٹوں کے دوٹروں نے انہیں وہ وہ بے نقط سنائیں کہ الامان والحفیظ! پیپلز پارٹی نے جتنی گالیاں ضیاء الحقؒ کو دیں اور مسلم لیگ نے جتنی گالیاں انکا برابر اصرار کو بکیں دونوں نے پچاس برس پہلے کی بوئی ہوئی فصل گولڈن جوبلی کو کاٹی۔ نفرتوں، لعنتوں کا وہ طوفانِ الفاظ اگر مجسم ہو کر بہ نکلے تو یہ دونوں پارٹیاں اپنے دوٗ پایوں کی فوجِ ظفر موج کا بند باندھ کر بھی اسے نہ روک سکیں۔ اگر اس جنگِ زرداری کا نام سیاست ہے اور اس طوفانِ بدتمیزی کا نام جمہوریت ہے تو دونوں پارٹیوں کے بزرجمہر بتائیں کہ اس سے قوم اور ملک کو کیا ملا؟ جاگیرداروں اور صنعت کاروں میں سے کوئی ایک اگر یہ جنگ جیت بھی جائے تو بھی قوم اور ملک کے حصے میں کیا آئے گا؟

ایران، ہندوستان ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہے ہیں افغانستان اور کشمیر میں مجاہدین کمیونزم اور ہندوازم کی نارِ نمرود میں بے خطر کود گئے ہیں، اندرونِ ملک بدامنی و بے یقینی ہے استبدادی قوتوں کی پنجہ آزمائی میں مبتلا حکمران اندرون و بیرون ملک کیا کر سکیں گے؟ یہی کہ "گولڈن جوبلی" منا سکیں گے ——— واہ "انڈر ۹۱" سرکار! اور آپ اس ملت کے مقدر کے ... رہے ہے!

مسلمانو!
ہمارے صرف تین دشمن ہیں:
• دشمنِ خدا • دشمنِ رسول • دشمنِ ازواج و اصحابِ رسول
آیئے
متحد ہو کر پاکستان کو کمیونسٹوں، مرزائیوں اور رافضیوں کی
لوٹ کھسوٹ اور تخریب کاری سے بچانے کا عہد کیجئے۔